وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ (۱۱/۱۱۳)

"اور اے مسلمانو! کفارِ مکہ کے مظالم سے عاجز اور بے بس ہو کر ہرگز ان کی طرف نرم نہ پڑ جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ (ان کو دوست بناتے ہوئے) جہنم کی آگ تم کو چھو جائے۔ کیونکہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار ہے ہی نہیں اور اس حالت میں تم کو کوئی مدد بھی نہ ملے گی"

---

# کافر کون لوگ ہیں

علامہ عنایت اللہ خان المشرقی

ایس ٹی پرنٹرز راولپنڈی میں چھپا،

اور

مجاہد پبلی کیشنز، دریا آباد راولپنڈی نے شائع کیا۔

قیمت ۳۰ پیسے

# علامہ عنایت اللہ خان المشرقی نے

۱۹۲۴ء میں اپنی شہرۂ آفاق کتاب 'تذکرہ' کی پہلی جلد شائع کی۔ اُس وقت اُس کی چھ جلدیں مکمل ہو چکی تھیں اور تین زیرِ تکمیل تھیں۔ علامہ مرحوم کا پروگرام تھا کہ باقی نو جلدوں میں اس علم کی تفصیل بیان ہو جو تذکرہ کی پہلی جلد میں اجمالاً پیش کر دیا گیا تھا۔ سالوں دُنیائے اسلام اور مغرب میں اس عظیم کتاب کا تذکرہ ہوتا رہا اور درد مند مسلمان نے اپنے جسم کے کپڑے بیچ کر اس کو خریدا اور پڑھا۔

اس کتاب کی اشاعت کے صحیح مقصود کے متعلق علامہ صاحب نے دیباچہ کے آخری حصہ میں لکھا تھا:

"میں اسلام کے اندر اُس کی اِس 'آفتاب لبِ بام' حالت میں کوئی نیا فرقہ پیدا کرنا نہیں چاہتا۔ نہ معترض سے مخالفانہ رویّہ اختیار کر کے مجھے اپنا اعلا مقصود ہے۔ پس مجھے اس تحریر کے مویّد سے اعتنا ہے نہ مخالف سے سروکار۔ اگر تمام عالمِ اسلام بیک آواز اس کا مویّد بن کر اس پر عامل ہو گیا تو میں سمجھوں گا کہ میرا مقصود حل ہو گیا۔ اگر یہ نہیں تو 'تکفیری' اور 'فطیری' کی بحث میں پڑ جانا یا ایک گروہ کی آمادگیِ عمل پر خوش ہو جانا میرے لئے لاحاصل ہے۔ مسلمانانِ عالمِ دینِ اسلام کی اس تنبیہ سے پچاس یا سو برس اور انکاری ہو لیں۔ لیکن جب تک شدید العقاب خدا کا غضبناک عذاب اس طرح پر نازل نہیں ہو گا کہ موت کے علمبردار خدائی جلاد سینوں پر چڑھ چڑھ کر اُمت کا گلا گھونٹ رہے ہوں گے۔

اور فنا کی لازوال حقیقت عین سامنے آحاضر ہوگی تب تک اس کتاب کے مقصود کی طرف ہمہ تن رجوع ہو جانے کی اُمید عبث ہے "۔

علامہ نے دس سال انتظار کیا کہ دنیا کے کسی گوشے سے مسلمانوں کا کوئی گروہ اُٹھے اور قرآن کے مقصود پر عمل پیرا ہو کر اپنی جانیں پیش کرے۔ مگر مسلمان لمبی تان کر سوتا رہا اور بے اعتنائی اور غفلت میں دن گزارتا رہا۔ اس شدید انتظار کے بعد علامہ نے سب گھر بار کو لات ماردی۔ تذکرہ کی باقی جلدوں کی اشاعت کو ملتوی کردیا۔ اور خود میدان میں اُتر آیا۔ خاکی لباس پہن کر اور بیلچہ کندھے پر رکھ کر گلی گلی گھوما۔ اور قوم کے اندر نئی عملی قوتیں پیدا کرنے کی تگ و دو میں اس جہانِ فانی سے چل بسا۔

دُنیائے عرب پر اسرائیل کی یلغار اور برصغیر ہند و پاک میں پاکستان کے ایک پورے حصہ پر ہندو کا فوجی قبضہ مسلمان پر خدا کے قہر کی تازہ ترین صورتیں ہیں۔ آج مسلمان کے گھر میں کہرام ہے اور خدائی جلاد اس کے سینے پر چڑھ کر اس کو موت سے ہمکنار کر رہے ہیں۔ آج تذکرہ کی اشاعت کو بھی پچاس سال ہو چکے ہیں اور بقول علامہ فنا کی لازوال حقیقت عین سامنے کھڑی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس مشکل وقت میں مسلمان قرآن اور خدائی قانون کی اس تبیین کی طرف رجوع کرے جو مشرقی نے تذکرہ میں آدھی صدی ہوئی پیش کی تھی۔ اس چھوٹے سے پمفلٹ میں علامہ صاحب کے تذکرہ کے عربی افتتاحیہ سے کچھ اقتباسات کا اُردو ترجمہ اس توقع کے ساتھ قارئین کے سامنے پیش کیا جارہا ہے کہ شاید موت سے آشنا ہونے کے بعد پاکستان کا بدقسمت مسلمان سمجھ سکے کہ کفر دراصل کیا شے ہے۔ اور وُہ خود کس حد تک کفر پر عمل پیرا ہے۔ ہاں! شاید وُہ جان سکے کہ اس کی ہر میدان میں پسپائی صراطِ مستقیم سے عملاً انحراف اور کفر کی عملاً پیروی کی وجہ سے ہے اور جب تک وُہ اپنے چلن کو درست نہیں کریگا۔ اس کا اس زمین پر قیام محال ہے۔

ادارہ اشاعت، ۵ا جنوری ۱۹۷۲ء

# یہ جنّت کا انتظار

خدا پر ایمان کے دعویدارو! سوچو کہ منکرینِ خدا سے جہاد بالسیف کا مقصد کیا تھا؟ جہادِ جان و مال کے احکام کیوں صادر ہوئے تھے؟ ہجرت کی آزمائشیں کس لئے تھیں؟ صوم و صلوٰۃ کی غرض و غایت کیا تھی؟ حج اور زکوٰۃ میں کیا حکمت مضمر تھی؟ صلح و اتحاد پر کیوں زور تھا؟ اولوالامر کی اطاعت میں کیا راز پنہاں تھا؟ خدا سے بندھے رہنے کی ماہیت کیا تھی؟ عبادت شیطان کی ممانعت کیوں تھی؟ احکامِ خداوندی کی اطاعت عقل و بصیرت کو کیا دعوت دے رہی تھی؟ کیا یہ سب کچھ اس لئے نہیں تھا کہ اس کی بدولت تمہیں غلبہ حاصل ہو اور دشمنانِ دین سرنگوں ہو کر رہ جائیں؟ سوچو کہ خلفائے راشدین اور سلاطین اولیں کیا نشان راہ عطا کرتے ہیں اور میدان جنگ کے شہدائے کرام اور عساکر اسلام کے تاریخی کارناموں سے اس کے سوا اور کیا سبق ملتا ہے کہ تم اپنی زندگی میں ویسا ہی صلاحیّت بخش انقلاب پیدا کرو اور ان صالحین کرام کا راستہ اختیار کرو جو خوف حزن سے نجات پا گئے۔ یہ ممکن نہیں کہ اس حیات دنیوی میں تم حرماں نصیبی کا شکار رہو اور حیات اُخروی میں تعظیم و تکریم سے سرفرازیاں پا سکو۔ کیا تمہارے لئے خدا کا دین اور آیاتِ قرآن کریم منسوخ پا گئی ہیں؟ کیا تم ان پر عمل پیرا ہونے کے مکلّف نہیں رہے؟ ہاں، تمہارے پاس جو سرمایہ دین باقی ہے وُہ کلمۂ شہادت، متشرع داڑھیوں اور دستارِ فضیلت کے سوا کچھ اور نہیں۔ اس سرمایہ کی خود فریبی میں تم جنّت سے کیے

منتظر بیٹھے ہو۔ ہاں! خوب انتظار کرو! میں بھی اس انتظار میں تمہارا ساتھ دُوں گا۔ (صـ۱۳)

## اے مذہبی اجارہ دارو!

یہ تم جیسے لوگوں کے بارے میں ہی، جو قرآنِ حکیم پر کماحقہٗ ایمان نہیں لائے، حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

"کیا ان کے لئے یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر کتاب نازل کی جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس میں اہلِ ایمان کیلئے سامانِ رحمت بھی ہے اور دستورِ حیات بھی۔ (۲۹ : ۵۱)

حق تو یہ ہے کہ تم اس کتاب میں نہ وہ دستور پا سکے اور نہ نشانِ رحمت۔ بلکہ تمہارا اس پر دعویٰ ہی غلط ہے۔ اگر تم اس پر صحیح معنوں میں ایمان لائے ہوتے اور کماحقہٗ اس کا مطالعہ کیا ہوتا تو یقیناً تم فوز و فلاح سے بہرہ ور ہوتے ——— اس حیات دنیا میں اور آخرت میں بھی ——— کیونکہ خدا حسن کارانہ بسر اوقات کرنے والوں کو ان کے اجر سے محروم نہیں رکھتا (صـ۱۱)

خدا شاہد ہے کہ تم نے نہ ایمان بالقرآن کا حق ادا کیا اور نہ اس کے درسِ تلاوت کی ماہیت کو پہنچے۔ تم نے حقائق قرآنی سے کفر کا ارتکاب کیا اور اس کا خمیازہ بھگت رہے ہو۔ تم اس زعمِ باطل میں مبتلا ہو کہ کفر بیہودہ قیل و قال سے عبارت ہے یا غسل و طہارت کے اسلوب اور حیض و نفاس کے مسائل میں بھٹک جانے کا نام ہے، یا تلاوتِ قرآن میں الفاظ و اعراب کی غلطی سے لازم ٹھہرتا ہے، یا نماز میں سجدہ سہو اور سمتِ کعبہ کو پورے طور پر رُخ نہ کرنے کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ہاں، تمہارے کفر و ایمان کا تمام تر دارومدار

یا تو لفظی عقائد پر ہے یا ان مضحکہ خیز لغویات پر ہے جن کا کوئی حد و شمار نہیں۔ آہ، اے جہالت کے پرستارو! تمہارے اس کھیل تماشے نے خدا اور اس کے دینِ حقہ کو زمانے کی نگاہوں میں مذاق بنا ڈالا۔ (ص ۱۱۱، ۱۱۲)

## کفر کی قرآنی تفسیر

جاہلو! آخر تم کفر کا مفہوم کیا سمجھ بیٹھے ہو؟ ہاں، سنو کہ یہ کفر عبارت ہے تمہارے انفرادی اور امت کے اعمالِ سیۂ سے جو کمزوری اور خوف کا ردِ عمل پیدا کئے جا رہے ہیں۔ یہ کفر وہ تکذیبِ دین ہے جس کا ارتکاب تمہارے اعمال کی رُو سے ہو رہا ہے۔ یہ وہ تکذیبِ رسالت ہے جس نے تمہیں جمود اور قساوتِ قلب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ اے کاش کہ تم اسے جان لیتے! اگر تمہیں کتاب اللہ کا علم حاصل ہوتا تو محض قول کی بناء پر کبھی کسی کو خارج از اسلام قرار نہ دیتے بلکہ فتویٰ اس کے خلاف صادر کرتے جس نے عملاً اپنے نشو و نما دینے والے کی ربوبیت سے انکار کیا۔

مقدسینِ امت! خدا را ذرا سوچو کہ کفر و ایمان کی حقیقت تمہاری ان ہی لغویات سے عبارت ہے تو کیا اس کی تائید میں خدا کی کتاب سے کوئی شہادت مہیا کر سکتے ہو؟ سنو کہ کفر درسِ خداوندی کی کنہ و ماہیت سے محرومی کا نام ہے۔ یہ بیہودہ ظن و قیاس کا اتباع ہے۔ بلکہ اگر تم جان سکو تو یہ کبر و جہالت کے اندھیروں میں تمہاری نفس پرستی سے عبارت ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرو کہ کفر نری قیل و قال پر لازم نہیں ٹھہرتا۔ بلکہ اس کے علاوہ اس کا حقیقی تعلق اعمال انسانی سے ہے بلکہ اے غافلو! کفر وہ ہے جو تمہاری روشِ باطلہ کا ماحصل بن رہا ہے۔ (ص ۱۱۲)

## کردار سے گفتار تک

جب سے تم نے خدا کے دین کو کھیل بنایا، تم اپنی حیات دنیوی میں درماندگی کا شکار ہو کر رہ گئے۔ یہ مذاق کفر کی حد تک پہنچ گیا۔ کیونکہ تم اس دین سے رُوگردانی اختیار کر گئے جو جیتے جاگتے اعمال اور نظامِ حیات کا مظہر تھا۔ اور اس دین کو اپنا لیا جو قیل و قال تک محدود تھا۔ تمہاری یہ قیل و قال بھی علم کی روشنی سے محروم تھی۔ اور عمل کی قوت سے بے نصیب تاکہ تم اس جمود کے لئے دین میں سہولتیں پیدا کر سکو۔ حالانکہ خدا کی درگاہ میں یہ جُرمِ عظیم کے مترادف ہے کہ تم وہ کچھ کہو جو تم کرنے سے عاری ہو۔ (۱۱۳)

## کفر کا انجام

کفر یہ ہے کہ تم خدا سے وُہ کچھ منسوب کرو جو عملاً نہ کرو۔ خدا کی بارگاہ میں کسی کا دعوئِ ایمان اُس وقت تک مشرفِ قبول نہیں پاتا۔ تاآنکہ وُہ اپنے عمل سے اس کی تصدیق مہیا نہ کرے، اور ہاں، کسی شخص کا بھی مواخذہ نہیں ہوگا لیکن اس کے نامۂ اعمال کی رُو سے۔ وہ بخوبی جانتا ہے جو تم چھپائے ہوئے ہو اور جس کو ظاہر کئے ہو $(\frac{16}{19})$۔ اس کے ہاں کوئی مکر و تدبیر کارگر نہیں ہو سکتی اور وہ دلوں میں گزرنے والے خیالات تک کا احاطہ کئے ہوئے ہے $(\frac{5}{24})$ اور جانتا ہے کہ تمہارا حقیقی عمل کیا ہے۔ اور اس میں تصنّع کا رنگ کس قدر۔ ہاں، کفر عبارت ہے تمہاری مال و اولاد کی عبادت سے، یہ مترادف ہے تمہارے گھر بار کی محبت میں

لٹھوئے رہتے گے۔ یہ نام ہے اپنے اولیاء کو خدا کا درجہ دینے کا۔ یہ حکام و مساکن کے بتوں کی پرستش ہے۔ یہ سونے چاندی کے خزانوں کی محبت ہے۔ اور اس کا نتیجہ یہ کہ تم نے اپنی قوم کو ذلّ و مسکنت کے جہنّم میں پہنچا دیا۔ (صـ ۱۱۳، ۱۱۴۰)

## ارتکابِ کفر کا ایک اور گوشہ

# وحدتِ اُمت میں تفریق

ہاں اے غافلو! تم اس حقیقتِ دین کو بھول گئے کہ کفر کی جیتی جاگتی تعبیریں تمہارے وُہ باہمی اختلافات ہیں جن سے وحدتِ اُمت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی۔ یہ اُسی کفر کی کارفرمائی ہے کہ تم نے قومی استحکام کے لئے ایثارِ مال کا ثبوت دینے کی بجائے بخل سے کام لیا ـــــ حوالہ آیۃ ۴۰ : ۳۷ ـــــ

یہ کفر ہی کے مترادف تھا کہ تمہاری دولت اُن حکمرانوں کے قدموں میں نچھاور ہوتی رہی جو خدا نے تمہاری بد اعمالیوں کی سزا کے طور پر مسلّط کئے تھے اور جن کے سامراجی استبداد و استحصال نے تمہاری اُمت کی توانائیاں کمزور کر ڈالیں اور تمہاری ہلاکت کے سامان مہیّا کر دیئے ـــــ حوالہ آیۃ ۸ : ۱۳۶ ـــــ اور یہ بھی کفر ہی تو تھا کہ تم نے کبھی ایثارِ مال کیا بھی تو صرف اس لئے کہ اس کی بدولت تم اپنا مفاد پاؤ اور قوم کو مصیبت میں ڈالو۔ (صـ ۱۱)

## دعوتِ امیر جو زندگی کی ضمانت بنتی ہے اُس کی سرتابی بھی

# کُفر کے مترادف ہے۔

اے عصرِ حاضر کے مفتیانِ عظام! یہ تمہارا جہادِ مال سے انحراف بھی کفر کے

مترادف ہے ۔ تمہاری امیر کے حکم سے سرتابی اور اس کی اطاعت سے رُوگردانی بھی
کفر سے ہم پایہ ہے ، حالانکہ تمہارا امیر تمہیں اس مقام و منزل کی طرف پکار رہا ہے جو تمہارے
لئے زندگی کی ضمانت ہے (۲۴ ) اور یہ تمہاری اپنے میں سے مقرر کردہ جانشینِ رسول کی
"اُیامِ خداوندی" کی طرف پکار اور میدانِ جہاد سے بے رُخی بھی تو اُسی کفر کا ہی ایک دوسرا
پہلو ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ خُدا نے ان لوگوں کا ذکر کرتے ہوئے ، جو رسولؐ کی بارگاہ میں (میدانِ
جہاد کی) اس موت سے جان بچانے کی اجازت طلب کیا کرتے تھے ۔ یہ فرمایا کہ

"ان میں وہ بدبخت بھی شامل ہیں جو یہ اجازت طلب کرتے ہیں کہ
انہیں اس مصیبت سے بچا رہنے دو ۔ حالانکہ یہ راہِ فرار انہیں
ابدی مصیبت میں ڈال چکی ہے ۔ اور یہی وُہ منکرینِ حق ہیں ۔
جن پر عذابِ عظیم محیط ہے"۔ (۹ : ۴۸)

پس جان لو کہ امیر کی نافرمانی بھی کفر ہے ۔ اور اس کی اطاعت سے بے رُخی بھی ،
بشرطیکہ تم اس حقیقت کو سمجھ سکو ۔ (ص ۱۱۶)

## میدانِ جنگ سے فرار بھی کفر سے کم نہیں

اگر تم چشمِ بصیرت سے کام لو تو جہاد بالسیف سے بے رُخی اور موت سے
فرار بھی کفر سے کم نہیں ۔ جو خُدا کی راہ سے اس کے دشمنوں سے نہیں لڑتا اور موت کے خوف
سے بچاؤ کا راستہ اختیار کرتا ہے وُہ اُمت کی کمزوری اور غم کا سامان مہیا کرتا ہے پس
ارشادِ باری کے مطابق : ـــــــ

"جو کوئی میدانِ جنگ میں پیٹھ دکھائے گا ـــــــ سوائے

اس کے کہ جنگی چال کے تحت ایسا کرے گا ——— یا دشمن

سے جا ملے گا ——" ( ۸/۱۶ )

وُہ اپنے امورِ دینوی میں کمزوری کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔ اور خدا کی فتح و نصرت سے بے نصیب ہو کر رہ جائے گا۔ یہی ہو گا وہ بدنصیب جس نے خُدا سے کفر کا ارتکاب کیا۔ اور ایسے ہی لوگ کافر شمار ہوں گے۔ یاد رکھو خدا کا یہ محاکمہ صرف قرنِ اوّل کی جماعتِ مومنین تک محدود نہیں تھا بلکہ تخلیقِ کائنات کے آغاز سے روزِ قیامت تک جو کوئی بھی ایمان کا مدعی ہو گا اس پر یہ برابر عائد ہو گا۔ ( حوالہ آیات ۴۸/۲۲ و ۲۳ ۳/۱۱ ۲۳/۱۱۷ )

اس لئے حق تو یہ ہے کہ کافر وُہی ہیں جو اس دنیا میں مغلوب ہو کر رہ گئے اور یہ حقیقت تمہاری نگاہوں کے سامنے نکھر کر آ رہی ہے۔ ( ص ۱۱۸ )

# شکستِ کُفار کا مُقدّر ہے

حق تو یہ ہے کہ اس دُنیا میں تم جہاں کہیں بھی نگاہ دوڑاؤ گے، اہلِ کفر کو مغلوب پاؤ گے۔ سلسلہ کائنات کے آغاز سے قیامت تک یہ حقیقت ہمیشہ سامنے آتی رہے گی۔ کہ شکست کفار کا مقدّر ہے۔ اور جماعتِ مومنین کو ہمیشہ خُدا کی تائید و نصرت حاصل رہی اور ان کے لشکر ہمیشہ غالب رہے۔ ( ۳۷ : ۱۷۳ )۔ یہ وُہ سنتِ خداوندی ہے جس میں لے جا ملو! تم لاکھ چاہو بھی تو کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔ تم چاہتے ہو کہ تمہارے مکر سے اس میں کوئی تبدیلی رُو نما ہو لیکن اے مکّار انسانو! تم خدا کے قانون میں ایسا ردّ و بدل نہیں پاؤ گے۔ یہ سنتِ خُداوندی نہ صرف آج بلکہ دورِ رفتہ میں بھی ایک حقیقتِ ثانیہ رہی ( ۳۸ : ۸ )۔

فلہذا کافر وہ ہیں جن کا مقدر زوال اور شکست کے سوا کچھ نہیں۔ مزید براں وُہ خُدا

کی تائید و نصرت سے بھی بے نصیب رہتے ہیں۔ وہ اپنے کون و مکاں میں مغلوب ہو کر رہ جاتے ہیں۔ ان کے امورِ زندگی میں کمزوریاں بپا ہو جاتی ہیں۔ ان کی سعی و جہد میں اضمحلال غالب آ جاتا ہے۔ اور اپنی کوششوں میں وہ خدا کی رحمتوں سے مایوس ہو کر رہ جاتے ہیں۔ وہ خدا اور اپنے امیر سے خوف کھانے کی بجائے اغیار سے خوفزدہ رہتے ہیں۔

"تجھے ان پر ایک جمعیت کا گمان ہوگا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کفر سے اُن کے دِلوں میں ایک دوسرے سے بگاڑ کارفرما ہوگا۔ یہ اس لئے کہ اُس قوم نے عقل و بصیرت سے کام لینا چھوڑ دیا۔" (۵۹ : ۱۴)۔(صہ ۱۱۹)

## آپس میں عناد بھی کفر ہے

اہلِ کفر کی یہ کیفیت بھی جان لو کہ ان میں اخوت باہمی کے اعتبار سے منظم ہونے اور نظم و ضبط کو برقرار رکھنے کی بھی استطاعت نہیں رہتی۔ وہ ایک دوسرے سے عناد رکھتے ہیں اور بیکسی میں مبتلا ہو کر رہ جاتے ہیں۔ وہ تدبیرِ اُمور پر توکل کرتے ہیں اور اس کے نتائج سے آنکھیں بند رکھتے ہیں۔ وہ نہ صرف اپنی کوششوں کے انجامِ اُخروی سے بے خبر رہتے ہیں۔ بلکہ خود حقیقتِ آخرت سے بھی۔ اور اس کا انجام یہ کہ حیاتِ دنیوی میں بھی ان کے اعمال بے نتیجہ ہو کر رہ جاتے ہیں اور آخرت میں بھی ان کی مساعی رائیگاں ہو کر رہ جاتی ہیں اور وہ بدترین خسارے سے دوچار رہتے ہیں۔ (صہ ۱۱۹)

## کافر وہ ہیں

جو سُنّتِ خداوندی سے بے بہرہ اور سعی بلیغ کے مقام و منزل سے بے نصیب ہیں۔

پس حقیقت کے اعتبار سے کافر وہ ہیں جو رُوئے زمین پر خدا کے قانون وسنت کی کارفرمائی سے بے بہرہ ہیں - اور جو کچھ نبی اکرمؐ پر نازل ہوا اس کی صداقتوں پر ایمان نہیں رکھتے - اور اس کا نتیجہ یہ ہے کہ انہیں زندگی کے مصائب ومشکلات سے نجات نہیں ملتی اور حیوانی سطح پر زندگی سے متمتع ہونا ان کا نصب العین قرار پا گیا ہے - ان کی کوششیں سعئ بلیغ کے مقام ومنزل سے بے نصیب ہیں - اور ان کی تگ وتاز کا سلسلہ "اعمالِ صالحہ" کی خصوصیت سے محروم ہے - ان کے نفوس میں وحدت نہیں اور ان کی اجتماعی زندگی میں کوئی نظام باقی نہیں رہا - مزید برآں انہیں یہ قدرت بھی حاصل نہیں رہی کہ اپنے کسب وعمل سے کوئی مثبت نتائج بروئے کار لا سکیں - اور اس کے باوجود انہیں یہ خوش فہمی لاحق ہے کہ وہ حسن کارانہ اعمال سرانجام دے رہے ہیں - یہ اس لئے کہ وہ خدا کے قوانین کے بارے میں غفلت کا شکار ہیں - (صـ ۱۲۰)

کفر نام ہے قوتِ عمل میں کمزوری اور نظم ونسق سے رُوگردانی کا - یہ نام ہے تمہارے شرک اختیار کرنے اور اپنے مال واولاد اور خواہشاتِ نفسانی میں کھو جانے کا - یہ خدا سے رُوگردانی اختیار کر کے احبار ورہبان اور اولیاء سے لَو لگانے کا نام ہے - اے عصرِ حاضر کے جہالت پسند فقیہو ! تمہارے اپنی ذات پر ظلم کا یہ نتیجہ ہے کہ جس سعی وعمل سے اُمت دنیا میں غالب تھی اس سے تم نے اسے محروم کر دیا - کفر یہی ہے کہ تمہاری جدوجہد نے اس حیاتِ دنیوی میں ضلالت کی راہیں اختیار کر لیں - تمہارے اعمال پر بے حسی طاری ہو گئی - تمہارے معاملات میں بگاڑ پیدا ہو گیا - تمہاری متاعِ حیات نے حیوانی سطح قبول کر لی - تم اپنی صلاحیتوں کو کھو بیٹھے اور حکمت وبصیرت سے محروم ہو گئے - (صـ ۱۲۱)

# مفتیانِ اُمت کی خود فریبیاں

مفتیانِ کرام ! خُدا کی ذات پر یہ افترا نہ باندھو اور نہ اس کذب بیانی سے کام لو کہ آخرت کے بارے میں قیامت کے روز خُدا یہ وعدہ پُورا کرے گا کہ کفار کے چہرے بدصُورت ہوں گے اور تمہاری شکلیں جگمگا رہی ہوں گی۔ حالانکہ تم پر وُہ قیامت آچکی ہے کہ تمہاری صورتیں بگڑ چکی ہیں۔ تمہاری یہ غلط فہمی بھی ختم ہو جانی چاہیئے۔ کہ تمہیں ذل و مسکنت کی یہ راہ (معاذاللہ) قرآن نے دکھائی ہے بلکہ یہ تمہارے عماموں اور تسبیحوں کا مکر اختیار کرنے کا نتیجہ ہے۔ خُدا کا ارشاد تو یہ ہے کہ :-

"قرآن اُسی کی رہنمائی کرتا ہے جو اس پر چلنے کی راہ میں ثابت قدم ہے۔ اور جو اہلِ ایمان صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہیں۔ انہیں اجرِ عظیم کی بشارت ہے"۔ (۱۷ : ۹)

ہاں اے مفتیانِ عظام ، تم اس کے بعد بھی "خُدا کے بارے میں وُہ کچھ کہو گے جس کا تمہیں کوئی علم نہیں"۔ (۱۰ : ۶۸)

خُدا نے اپنے رسولؐ کو یہ حقیقت بیان کرنے کی ہدایت فرمائی کہ جو لوگ خُدا کے بارے میں افترا بازی کریں گے ان کی فلاح ممکن نہیں ہو گی۔ وہ مفادِ دنیوی سے لذت ضرور پا سکیں گے۔ لیکن جب ہماری بارگاہ میں پہنچیں گے۔ تو انہیں یہ کفر اختیار کرنے کے باعث، عذابِ شدید کا مزا لازماً چکھنا پڑے گا۔

ہاں اے مفتیانِ کرام ! کیا یہ اس لئے نہیں ہو گا کہ تم نے جان بوجھ کر آیاتِ خُداوندی کے بارے میں مکر سے کام لیا۔ اور اس کی شہادتوں کو چھپانے کی کوشش کی ؟

تمہارے سعیِ عمل کا مقصود اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ تمہیں آسائشِ نفس کے سامان حاصل ہو جائیں؟ ہائے افسوس کہ تم خدا کی کتاب پر ایمان کا حق ادا نہ کر سکے بلکہ تم نے اس سے کفر کا ثبوت دیا۔ (صہ ۱۲۲)

## کفرانِ نعمت کا راستہ

ہاں اے اُمت کے جہالت پسند پیشواؤ! تمہاری علم و حکمت سے یہ بے رُخی بھی تو کفر کے ہم پایہ ہے۔ تمہاری اس جہالت نے ہی تمہاری قوم کو ذلّ و مسکنت میں مبتلا کر دیا۔ اسی کی بناء پر تم خُدا کی نعمتوں سے رُوگرداں ہوئے، اور جیسا کہ ان کا حق تھا۔ اس کے مطابق نہ تو ان کی قدر کر سکے اور نہ شکر ادا کر سکے۔ خُدا کا یہ ارشاد تمہارے ہی بارے میں تو ہے کہ:۔

"کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا۔ جنہوں نے خُدا کے احسان کا بدلہ کفرانِ نعمت کی صُورت میں دیا اور اپنی قوم کو تباہی کا شکار بنا دیا۔" (۱۴ : ۲۸)

مزید ارشاد ہوا کہ:۔

"وہ خدا کی نعمتوں کو جانتے بُوجھتے ہوئے بھی کفرانِ نعمت کا راستہ اختیار کئے ہوئے ہیں اور اس طرح ان کی اکثریّت کفر میں مُبتلا ہے۔" (۱۶ : ۸۳)

یاد رکھو، کہ جس کسی نے اپنے نشو و نما دینے والے کی نعمتوں کی کماحقہٗ قدر کی اور ان سے ذوقِ عمل پا کر ان کی غرض و غایت کی تہ تک پہنچا اور اس طرح خُدا کے

صراطِ مستقیم پر جادہ پیما ہو کر اسے زندگی کا مستقل نصب العین ٹھہرایا تو یہی لوگ درحقیقت اہلِ ایمان میں سے ہیں۔ (ص ۱۲۲)

## آخرتؔ سے عملاً انکار بھی کفر ہے

ایمان بالآخرۃ سے عملاً اور معناً اعراض اختیار کرنا بھی کفر کے ہم معنی ہے بشرطیکہ تم اسے جان سکو۔ تمہاری یہ خود فریبی کوئی وزن نہیں رکھتی۔ کہ تم زبانی قول و قرار سے آخرت پر ایمان کے مدعی بن بیٹھو۔ خدا کی بارگاہ میں زبانی دعووں کی کوئی قیمت نہیں کیونکہ خدا عمل کرنے والوں سے ہی محبت رکھتا ہے اور اس کا ارشاد یہ ہے کہ

"بعض لوگ زبانی طور پر دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ خدا اور آخرت کو مانتے ہیں۔ اور حقیقت میں وہ اہلِ ایمان نہیں ہیں" (۲ : ۸)

اس لئے لقائے رب کا شرف پانے کے لئے عملِ پیہم اور جہدِ مسلسل کا ثبوت دو اور اس کی بدولت حیاتِ دنیوی کی فوز و فلاح سے مالا مال ہو جاؤ۔ اسے بخوبی ذہن نشین کر لو۔ کہ خدا کی مغفرت اسی صورت میں میسر آئے گی جب کہ تمہارا سلسلۂ جہاد زندگی کے آخری سانس تک برابر جاری رہے۔

یاد رکھو کہ اگر تم خدا کی ولایت و محبت پانے کے آرزومند ہو تو یہ مقامِ محمود صرف اسی وقت حاصل ہوگا۔ جب تم خواہشاتِ نفسانی سے مُنہ موڑ کر خدا کی راہ میں جذب و شوق سے بے دریغ جانیں لڑا دو۔ اور حیاتِ دنیوی میں غلبہ و عروج کی منزلِ مراد تک پہنچ جاؤ۔ (ص ۱۲۴)

# اولیاءاللہ ہونے کی خود فریبی

اگر تم اس خیالِ خام میں مبتلا ہو کہ اپنے مخصوص عماموں، تسبیحوں، گفتگوؤں اور گھروں یا مسجدوں میں گوشہ نشینی اختیار کرنے سے تم اولیاء اللہ ہوتے گئے ہو! اور اس طرح موت سے فرار کا مکر رَوا رکھ کر تم خدا کی عبادت اور محبت کا ثبوت دے رہے ہو، تو تمہاری خود فریبی حد درجہ مذموم ہے۔ یاد رکھو، کہ تمہاری طرح یہود بھی موت سے فرار اختیار کرکے اسی طرح کے فریبِ نفس میں مبتلا ہوا کرتے تھے۔ اور جیسا کہ وُہ خُدا کو پکارا کرتے تھے، اس کے بارے میں خود خُدا نے ارشاد فرمایا، کہ:-

"اے یہود! اگر تم اس زعمِ باطل میں گرفتار رہو کہ، دیگر بنی نوع انسانی سے بالاتر، تمہیں اولیاء اللہ کا مقام حاصل ہے تو اس دعوے کی شہادت میں تمنائے موت کا ثبوت دو۔ یاد رکھو کہ تم جو کردار ادا کر رہے ہو، اس کی بناء پر تم کبھی ایسا نہ کرسکو گے اور خُدا ایسے ظالموں سے پُوری طرح باخبر ہے۔
اے نبی اکرم! انہیں یہ حقیقت بتا دیجئے کہ جس موت سے یہ جان بچا رہے ہیں وہ انہیں بچ نکلنے کی مہلت نہیں دے گی اور انہیں بہر حال ظاہر و باطن کے اس رازدان کی بارگاہ میں حاضر ہونا پڑے گا۔

جو ان کا کیا کرایا ان کے سامنے لے آئے گا"۔ (۹۳: ۶-۸)
(صفحہ ۱۲۴)

## بلند بانگ دعوؤں کی تصدیق صرف ابتلا و آزمائش کی میزان پر

طالب و مطلوب کے مابین ولایت کا دعویٰ اس وقت تک کوئی حقیقت نہیں رکھتا، تاآنکہ چاہنے والا اپنی خواہشاتِ نفسانی سے منہ موڑ کر جادۂ مطلوب پر تمنائے موت سے سرشار نہ ہو۔ کوئی شخص بھی کسی دوسرے کے دعویٰ محبت پر اعتبار نہیں کرتا جب تک کہ وہ اسے عملاً جانچ پرکھ نہ لے اور اسے واضح طور پر معلوم نہ ہو جائے کہ مدعی نے اپنے دعوے کی تصدیق بہم پہنچا دی ہے اور جس کسی نے بھی یہ تصدیق مہیا کر دی وہ مقامِ محبوب پر فائز ہو گیا۔ اسی بِنا پر ارشادِ باری ہے کہ:-

"لوگوں پر یہ گمان غالب ہے کہ وہ محض ایمان لانے کے زور پر ہی نجات پا جائیں گے۔ اور انہیں کسی آزمائش سے واسطہ نہیں پڑے گا۔ حالانکہ ہمارا قانون یہ ہے کہ ہم اب تک سب کو آزمائش کی انگیٹھی پر پرکھتے آئے ہیں۔ اور یہ اس لئے کہ خدا کی بارگاہ سے یہ حقیقت اَلَمْ نَشْرَح کر دی جائے کہ اپنے دعوے میں سچا کون ہے اور جھوٹا کون۔ (۲۹: ۲-۳)
(صفحہ ۱۳۵)

## کفر و ایمان کا معیار،

# عمل اور صرف عمل ہے

اے عصرِ حاضر کے مفتیانِ عظام ! اگر تم قرآنِ حکیم کے الفاظ کی گہرائیوں تک غور و خوض کرو گے اور اس کے مفہوم و مقصود کو سمجھنے کی کوشش کرو گے، تو تمہیں اس میں کفر کا مفہوم عملی کفر نظر آئے گا۔ انکار کا مفہوم عملی انکار ملے گا۔ زبانی کفر کا تذکرہ کہیں نہیں ملے گا۔ زبانی و قولی مکر کا ایمان نہیں ملے گا۔ خاص قسم کے عماموں، کرتوں اور پاجاموں کا اسلام نہیں ملے گا۔ سوائے اس کے کہ جس نے زبانی برائی اختیار کی اور اُسے عملی صورت دے کر اس سے متمسک ہوا، وہ اپنی ان خطاؤں میں مبتلا ہو کر رہ گیا۔ اور جس نے آیاتِ خداوندی کی زبانی تعظیم و تکریم کے باوجود عملاً ان سے رُو گردانی اختیار کی، لازماً اُس نے اپنے رب سے کفر کا ارتکاب کیا۔ اور ایسا کوئی شخص بھی موردِ الزام قرار نہیں پا سکتا جس نے خدا کی عبادت کا حق اپنے عمل سے ادا کیا۔ خدا کی محبت کے ولولوں میں اُس کے لئے سینہ سپر رہا۔ اور عشق و محبت کی حدود کا پابند رہ کر شرک کی راہ اختیار کرنے سے اجتناب کیا۔ (ص ۱۲۷)

ہاں اے فقیہائے اُمّت ! جو گفتار کے غازی بن کر رہ گئے ہو۔ کچھ اِن حقائق پر غور کرو ! کفر وُہ نہیں جو تم اقوال پر گمان کئے بیٹھے ہو۔ بلکہ یہ وُہ ہے جو تم عملاً کرتے اور کماتے ہو اور تمہارے اقوال سے جو کچھ سامنے آیا۔ وُہ یہ ہے کہ تم نے بنی نوع انسانی میں تفرقہ پیدا کیا اور آپس میں چپقلش قائم کی۔

تم گروہوں میں بٹ کر خوش بخوش ہو۔ حالانکہ تمہاری گفتار کے ان عملی نتائج کا نام ہی تو کفر کے مترادف ہے۔ یہ اس لئے کہ جو کوئی اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑنے کے لئے تیار نہیں، اس کے بندوں میں صلح وامن قائم رکھنے کا روادار نہیں۔ جُدا جُدا گروہوں میں ربطِ باہمی پیدا کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ وُہ خدا کی بارگاہ میں کُفرِ عظیم کا مرتکب ہے۔ نہیں بلکہ اس نے خدا سے کفر کیا۔ اُس کے رسُولوںؑ اس کی کتابوں اور اس کی توحید سے کفر کیا۔ اور ایسے لوگ لازماً خدا کے عذاب سے دوچار ہوں گے۔ کیونکہ جو خدا اور اس کی توحید پر کما حقہٗ ایمان لایا وہ وحدتِ انسانی پر ایمان لایا۔ وہ ایمان لایا انسانی مساوات واخوت اور مصالحت پر۔ اور وُہ اس حقیقت پر ایمان لایا کہ خُدا اپنے بندوں میں تفریق وتشتت پسند نہیں کرتا۔ بلکہ اس کی رضا و منشاء یہ ہے کہ اُس کے بندوں میں اُمّتِ واحدہ کی صورت پیدا ہو۔ (صـــ ۱۲۸)

# صراطِ مستقیم

کی

# نشانیاں

# صراطِ مستقیم سے رُوگردانی

خداوند تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں تمہیں "صراطِ مستقیم" کی حقیقت سمجھائی تھی ۔ ہارون و موسیٰ کی داستان میں اس کی نشاندہی کی گئی تھی ۔ وہ اپنی قوم امن و سلامتی کی منزل پر لے گئے تھے ۔ اور جنّتِ ارضی کی خوشگواریوں سے انہیں مالا مال کر دیا ۔ یہی وہ راہ تھی جس سے ان کی آئندہ نسلوں نے برگشتگی اختیار کر لی ۔ چنانچہ فرمایا گیا کہ :-

"یہ ہارون و موسیٰ پر ہمارا احسانِ عظیم تھا کہ ہم نے انہیں ان کی قوم سمیت ایک ابتلائے عظیم سے نجات دلائی ۔ اور ہماری تائید و نصرت کے صدقے میں انہیں غلبہ میسّر آیا ۔ ہم نے انہیں ایک کتاب مبین عطا کی ۔ اور اس کی وساطت سے صراطِ مستقیم کا سُراغ دیا ۔ ان کے جانشین اس راہِ ہدایت کو اپنائے رہے ۔ موسیٰ و ہارون پر ہمارا اسلام ہو ۔ ہم حسن کارانہ طریق زندگی کے جادہ پیماؤں کو ایسے ہی اپنے لطف و کرم سے نوازا کرتے ہیں ۔" (۳۷ : ۱۱۴ - ۱۲۲)

خدا کی اس وضاحت کے بعد بھی اگر تم یہ سمجھے بیٹھے ہو کہ ایک مالا کے دانوں پر خُدا کے ناموں کی گردش کا مفہوم ہی تسبیح کے مترادف ہے تو تم یقیناً جہل میں مبتلا ہو ۔

تمہارے رسولؐ نے تو اپنی زندگی میں یہ عجیب و غریب ہتھیار کبھی استعمال نہیں کیا تھا تاکہ اس سے کوئی فلاح ملتی ۔ تمہیں کیا ہو گیا کہ تم نے تدبر سے کام لینا چھوڑ دیا، جہالت سے لو لگالی اور کتاب اللہ کے مفہوم و معانی تک بدل ڈالے ۔ (ص ۶۵)

## فریبِ نفس کا شکار ہونے والو!

اے گم کردہ رہ انسانو! تم نے یہ سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ صراطِ مستقیم کیا ہے اور یہ بھی کہ اگر تم آپس میں متحد اور متمسک رہتے تو تم پر خدا کی بارگاہ سے کیا کیا انعام واکرام نازل ہوتے! تم نے اس پر بھی غور نہ کیا، اے غافلو، کہ تم صبح وشام اپنی نمازوں میں راہ ہدایت پانے کی جو دعائیں کرتے ہو، اس سے مقصود کیا ہے۔ تم نے اس پر بھی کچھ نہ سوچا۔ کہ وہ جو علمائے متقدمین نے "بال سے باریک اور تلوار سے تیز" کے الفاظ استعمال کئے ہیں، ان سے مراد کیا ہے۔ بلکہ تمہارے جہلانے اسے ایک پل تصور کر لیا ہے جو جہنم کے اوپر بچھا ہوا ہے ۔ جسے اپنی بھیڑ، بکریوں اور گائے کی سواری سے عبور کرتے ہوئے تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے ۔ اگر ایسا ہی ہے کہ خدا نے تمہارے قربانی کے جانوروں کے گوشت اور خون کے بدلے میں تمہارے لئے اس قسم کے انعامات مقرر کر رکھے ہیں تو پھر یوں سمجھنا چاہیئے کہ گویا خدا کا سارا دین منسوخ ہو کر رہ گیا۔

اے ستم ظریفو! آخر تم نے خدا کے دین کو کیوں کھیل تماشہ بنا لیا ہے؟

آہ خوابیدہ بختو! ایسا کر کے تم نے خود اپنے آپ کو فریب دیا اور اس فریبِ نفس میں گہری نیند سو گئے ۔ (ص ۱۲۹)

# صراطِ مستقیم وحدتِ اُمت سے عبارت ہے

تمہارے نشوونما دینے والے کا صراطِ مستقیم یہ ہے کہ تم وحدتِ اُمت کا قیام ودوام پیشِ نظر رکھو۔ اور نہ صرف اپنی صفوں میں بلکہ کتاب اللہ کے معاملے میں اختلاف وافتراق پیدا کرنے سے احتراز کرو۔ اور ان کتابوں کے بارے میں بھی ایسا کرنے سے بچو جو دیگر تمام انبیاء کرام لے کر آئے۔ اور اس انتشار سے بھی اعراض کرو جو تمہیں جہنم کے کنارے پہنچا دے۔ اور کرو یہ کہ خدا کی رسّی کو مضبوطی سے تھامے رہو۔ اور نوعِ انسانی میں صلاح وسلام کے قیام پر توجہ دو۔ یہ اس لئے کہ ارشادِ خداوندی کے مطابق :-

"جو خدا سے رشتہ جوڑ لیتا ہے صراطِ مستقیم کو پالیتا ہے۔
اے ایمان والو! خدا کے تقویٰ کا پورا پورا حق ادا کرتے ہوئے تقویٰ شعار بن جاؤ اور داعیِ اجل کو لبیک کہو تو بھی اس کے حضور سرِ تسلیم خم کئے پہنچو۔ خدا کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ تفرقہ سے بچو اور خدا کی اس نعمت کو یاد کرو کہ تم ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے تھے اور اس نے تمہارے دلوں کو شِیر وشکر کر دیا۔" (۳ : ۱۵-۱۰۱)

ہاں! صراطِ مستقیم اس کے سوا کچھ نہیں کہ تم ایک نقطے پر مجتمع ہو جاؤ اور یہ نقطہ تمہاری وحدتِ نفسانی کا مرکز ومحور قرار پا جائے۔ (ص ۱۳۰)

# اطاعتِ امیر اور راہِ حق میں استقامت بھی صراطِ مستقیم ہے

صراطِ مستقیم یہ ہے کہ اپنے امیر کی بلا حیل وحجت اطاعت کرو اور اپنے جان و مال اس کے لئے وقف کئے رہو، بلکہ اپنے دشمنوں سے جہاد بالسیف کے لئے اور مال کی قربانی کے ساتھ ساتھ گھر بار چھوڑنے کے لئے ہر آن تیار ہو تاکہ اس حیاتِ دنیوی میں تم اپنی اُمت کو صاحبِ عزم و ثبات ثابت کر سکو۔ اور حیاتِ اُخروی میں انعام یافتہ قوموں کی صف میں جگہ پا سکو۔ یہی ہے دنیا و آخرت میں صالحین کا مقام۔ (سلسلہ آیات القرآن)

صراطِ مستقیم یہ بھی ہے کہ تم سعی و عمل میں استقامت اختیار کرو تاکہ اس زندگی میں تمہاری یہ کھیتیاں پروان چڑھ سکیں۔ اور جہادِ زندگانی کی مصیبتوں کے مقابلے میں تمہارا یہ عزم و استقلال اور خدا پر توکل بھرپور نتائج مرتب کر سکے۔

ہمیں چاہیئے کہ خدا پر بھروسہ کریں اور وہ یقیناً ہمیں ہماری منزلِ مراد عطا کر دے گا۔ اور ہمیں اس راہ کی اذیتوں پر صبر کرنا چاہیئے۔ اہل عزم و ثبات صرف خدا پر تکیہ کرتے ہیں۔ (۱۴ : ۱۲)

خدا کا ارشاد یہ بھی ہے کہ :-

"جن لوگوں نے ہمارے لئے جہاد کیا، ہم انہیں اپنے صراطِ مستقیم پر لے آئیں گے۔ اور یقیناً خدا محسنین کے ساتھ ہے"۔ (۲۹ : ۶۹)۔ (ص ۱۳۱)

ہاں صراطِ مستقیم سے مراد تمہاری بلا حیل وحجت اطاعتِ امیر بھی ہے اور بہر حال اور بہر صورت اس کا اتباع بھی۔ اس کے اشارے پر جان و مال کی قربانی اور جہاد بالسیف بھی۔ خدا کی راہ میں اس کے حکم پر ہجرت بھی۔ اسی بے چون و چرا اطاعت کے زور پر ہی تم امت کے ثبات و استقلال کی شہادت فراہم کر سکو گے اور ان قوموں کی صف میں شامل ہو سکو گے۔ جو دنیا و آخرت میں انعام خداوندی سے نوازی جاتی ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ بھی ہوگا کہ تم صالحین کے زمرے میں شریک ہو گے۔

(آیات ۴: ۶۶ - ۷۰)

صراطِ مستقیم سعی و عمل میں تمہاری استقامت سے بھی عبارت ہے جس کا پھل دنیوی فلاح کی صورت میں ملتا ہے۔ یہ مصائب و مشکلات پر جد و جہد کے زور پر قابو پانے کے بھی مترادف ہے۔ اور نتائج پر توکل کا نام بھی۔ یہ تمہارے اس اشد الجہاد کا نام بھی ہے جس کی آزمائش میں سرخروئی کے باعث تم نفسانی کمزوریوں سے نجات پا سکتے ہو۔ (آیات ۱۴: ۱۲ – ۲۹: ۶۹ – ۱: ۵۶)

تمہاری دشمنوں پر شدت اور تحفظِ خویش بھی صراطِ مستقیم ہے تاکہ تم منظم طور پر ان سے دو بدو ہو سکو اور سعی عمل کی استقامت سے انہیں نشانۂ قتل بناتے ہوئے ان کا نام و نشان تک مٹا ڈالو۔ (۸: ۱۳۱-۱۳۲)

## اعمالِ خدا کا مطالعہ بھی صراطِ مستقیم ہے

صراطِ مستقیم کا ایک پہلو تمہاری امت کے لئے مکارم اخلاق کی پابندی بھی ہے۔ ظاہری و باطنی فحاشیوں سے اعراض اور ان چیزوں سے اجتناب بے

جو خدا نے گناہ کبیرہ کی بنا پر حرام قرار دی ہیں۔ اور جن میں غلو اختیار کر کے تمہارے علماء نے انہیں ذبیحہ اور اس کے حرام و حلال کی جزئیات تک پھیلا دیا ہے۔ اور غلو فی القرآن کا ارتکاب کیا ہے۔ حالانکہ حدود اللہ کا منشاء یہ تھا کہ تم روئے زمین کے اطراف و جوانب میں امن کے ساتھ گزر اوقات کر سکو۔ اور اس کی وسعتوں میں چل پھر کر سنتِ خداوندی کا مطالعہ کر سکو۔ اور بقائے اصلح کے فلسفہ و حکمت پر عبور حاصل کر لو۔ یہی صورت تمہارے لئے دنیا میں مستقل غلبہ کے سامان عطا کرے گی۔ (آیات ۶: ۱۵۲-۱۵۴)

صراطِ مستقیم یہ بھی ہے کہ تم اعمالِ خداوندی کا درس پاؤ اور ارض و سما کی وسعتوں میں پھیلے ہوئے صحیفہ فطرت کا علم حاصل کرو۔ احوالِ طبعی کا مطالعہ کرو اور تخلیق کائنات کا عرفان پاؤ۔ جو شخص بھی اشیائے کائنات کی معرفت حاصل کرے گا۔ یقیناً وہ نفسِ انسانی اور اپنے رب کو سمجھنے کے قابل ہو جائے گا۔ اس بنا پر خدائے عزّوجل نے روئے زمین پر اپنے سلسلۂ تخلیق کی تفاصیل بیان فرمائی ہیں۔ (صہ ۱۳۲)

سلسلۂ کائنات کی واضح نشانیوں سے کائنات کے نشو و نما دینے والے کی اس شانِ ربوبیت کو سمجھو کہ اس نے ایک ہی سر چشمۂ حیات سے سلسلۂ کائنات کی تخلیق کی اور اس کی اصل و نسل کا ایک ہی مصدر متعین کیا۔ جیسا کہ حکمائے مغرب نے اس سلسلۂ ربوبیت کی کیفیات کو "مسئلہ ارتقا" کی رو سے پیش کیا، اور تمہیں اس عجیب و غریب حقیقت کے اعتراف کی ترغیب دی تاکہ تم اپنے نفوس کو پہچانو اور اپنے رب کی معرفت پا سکو۔ اس کی عظمت و جلال کا اندازہ لگا سکو۔ اس کی قدرتِ کاملہ کی وسعتوں سے آگہی پا سکو۔ اور یہ سلسلۂ غور و فکر تمہیں صراطِ مستقیم پر قدم بڑھانے کا اہل بنا سکے۔

پس تمہارے رب کا صراطِ مستقیم یہ ہے کہ تم طلبِ علم میں لگ جاؤ۔ تمہارے سمع و بصر اور تمہارے فہم و ادراک سے اس کی صداقت کی جو شہادت بہم پہنچے، اس سے سفرِ زندگی میں نشانِ منزل کا کام لو اور اس معاملے میں ظن و قیاس سے اجتناب کرو۔ چنانچہ جو لوگ دورِ نبی اکرمؐ میں تمہاری طرح ظن و قیاس کی پیروی کیا کرتے تھے۔ خدا کی آخری کتاب میں ان کے متعلق ارشاد ہوا ہے کہ:-

"وہ علم سے بے نصیب ہیں اور ظن و تخمین کا اتباع کرتے ہیں اور یہ حسنِ ظن انہیں حق کی بارگاہ سے کوئی فائدہ نہ پہنچا سکے گا۔ اس لئے جس نے ہمارے قوانین سے رُو گردانی اختیار کی اور حیاتِ دنیوی ہی کو اپنا مقدر سمجھا (لے بنی) تو بھی اُس سے بے نیاز ہو جا۔ ان کا علم انہیں یہیں تک پہنچ سکتا تھا۔ اور تمہارا رب ان راہِ حق (یعنی صراطِ مستقیم) سے بھٹکے ہوؤں کو خوب جانتا ہے۔ اُسے یہ بھی معلوم ہے کہ راہِ ہدایت پر قدم بڑھانے والے کون ہیں"۔ (۵۳: ۲۸-۳۰)۔ (صـ۱۳۳)

## حصولِ علم صراطِ مستقیم کا تقاضا ہے

صراطِ مستقیم یہ بھی ہے کہ تم تحصیلِ علم میں کوشاں رہو۔ اُن امور سے بچو جو تمہارے عادات و اطوار میں بگاڑ پیدا کریں۔ اور وہ کچھ اخذ کرو جو تمہارے سیرت و کردار کی تعمیر و تربیت کا باعث ہو۔ خدا کی سنتِ جاریہ سے متمسک ہو جاؤ۔ اشیائے کائنات کا درس پاؤ۔ معرفتِ نفس پانے کی سعی کرو۔ دشمنوں پر غلبہ حاصل کرو۔ اپنے علم اور کتابِ خداوندی

کی حکمتِ نورانی کی وساطت سے تمکن فی الارض کے نصب العین تک پہنچو۔ اور اس طرح جو علم و بصیرت حاصل ہو اس کی بدولت یہود و نصاریٰ اور دیگر اہلِ کتاب پر علی الروس الاشہاد قرآنِ حکیم کے علم اور حکمت و موعظت کا سِکّہ بٹھا دو۔ تمہارے لئے یہ ممکن نہیں کہ تم اپنی اس جہالت اور کم فہمی کی بناء پر جو مدتوں سے تمہارا شعار ہے، کامیابی سے اُن کا سامنا کر سکو۔ تمہارے لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ اُن کے دلوں پر عظمتِ دین کا نقش قائم کرنے کے لئے صرف و نحو، شعر و ادب اور صنعت و بدعت کی فضول بحثیں چھیڑ کر یا اپنی تسبیحوں اور عماموں کی برتری جتلا کر کوئی میدان مار سکو۔ کیونکہ ایسی لغویات اُن کے نزدیک ناقابلِ التفات سمجھی جائیں گی۔ تم انہیں اُس وقت تک اسلام کی طرف مائل نہیں کر سکتے اور اس وقت تک انہیں اپنے زُمرے میں شامل نہیں کر سکتے تاآں کہ تمہاری علمی سطح اُن جیسی نہ ہو۔ اور خدا کی راہ میں تمہارا جذبۂ جہاد اُن کے ذوقِ جہاد سے برتر نہ ہو۔ تم جب بھی، بربنائے جہالت، انہیں مقابلے کی دعوت دو گے، قرآنِ مجید کے الفاظ میں اُن کا جواب یہی ہو گا کہ:-

ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے، تمہارے لئے۔

ہمارا تمہیں دُور سے ہی سلام! (۲۸:۵۵)

غفلت اور جہالت کی جولاں گاہوں کے سورماؤ! صراطِ مستقیم یہ ہے کہ تم حکمتِ قرآنی کی تعلیم پاؤ۔ اور اس کے حقائق و معارف کو سمجھو۔ نہیں بلکہ اُس کے حقائق و معارف، اس کے صدق و عدل، اس کے نورِ ہدایت، اس کی رحمت و بشارت، اس کی حکمت و موعظت اور اس کی شفا باریوں کو علم و شہادت کی رُو سے دُوسرے انسانوں تک پہنچاؤ۔ اور اگر یہ حقیقت سمجھ لی جائے تو اپنی کم فہمی سے اس کی تکذیب

کے مجرم نہ ہو۔ تم انہیں یہ حقیقت سمجھاؤ کہ خدا کی یہ کتاب نوعِ انسانی کو سلامتی اور حفظ و امن کی منزل کی طرف رہنمائی کرتی ہے تاکہ اس حیاتِ دنیوی میں وہ خوف و حزن کی پریشانیوں سے محفوظ رہیں۔ اور حیاتِ اُخروی میں مقامِ شرف پر فائز ہوں۔ لیکن یہ حقیقت، کہ خدا نے تمہارے لئے ایک ایسی کتاب نازل فرمائی ہے جو اُن کے خوف کو امن میں بدل کر انہیں ابدی نعمتوں سے مالا مال کرتی ہے۔ اسی صورت میں ان کے ذہن نشین ہو سکتی ہے جب تم علم و بصیرت کی رُو سے انہیں قائل کر سکو۔ ناکہ تمہارے دلائل و براہین اُلٹا انہیں اس قدر بدظن کر دیں کہ وہ سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے تمہارے زمرۂ دین میں داخل ہونے سے گریز کریں۔ (صد ۱۳۵)

## صراطِ مستقیم تمسّک بالوحی سے عبارت ہے

تمہارا خدا چاہتا ہے کہ تم توحید اور ایمان کی وساطت سے خوف و حزن کی تاریکیوں سے نجات پاؤ اور امن و سلامتی کی فضاء میں آگے بڑھ سکو۔ یہ اس لئے کہ تمہیں رُوئے زمین پر غلبہ میسر آئے اور تم حیاتِ دُنیوی کی خوشگواریوں اور حیاتِ اُخروی کی سرفرازیوں سے نوازے جاؤ۔ اور یہی ہے ملّتِ اسلامیہ کی جد و جہد کا حقیقی ثمرہ۔ خدا کا ارشاد ہے کہ:-

"وہ تمہیں امن و سلامتی کی راہوں کی جانب بُلا رہا ہے اور جو کوئی بھی اس کے قانونِ مشیّت کی رُو سے صراطِ مستقیم کا آرزومند ہو گا وہ اُسے پالے گا۔" (۱۰ : ۲۵)

بپس اے ہلاکت کا شکار ہو جانے والو! صراطِ مستقیم یہ ہے کہ زندگی میں تم سلامتی کی راہوں سے منسلک رہو اور اگر تم خدا کے اس قانون سے متمسک ہو جاؤ

جو خدا نے تمہارے رسول کی وساطت سے بذریعہ وحی تمہیں عطا فرمایا ہے۔ تو اُس کا ارشاد یہ ہے کہ:-

"اے نبی! جو کوئی تجھ پر نازل شدہ وحی سے متمسک ہوا، اُس نے صراطِ مستقیم کو پا لیا۔" (۴۳:۴۳)۔ (ص ۱۳۵)

## قیامت پر ایمان کا ثبوت پہنچانا صراطِ مستقیم ہے

یاد رکھو! کہ تم اپنے نشو و نما دینے والے کے مسلک کی پیروی اور اس کے صراطِ مستقیم کی جادہ پیمائی کے اس وقت تک مدعی نہیں بن سکتے حتیٰ کہ تم قیامت کے وقوع پر شدت سے ایمان قائم کرو۔ اور خدا کی راہ میں جان توڑ جہاد سے نوع کو اس کی شہادت نہ بہم پہنچاؤ۔ حتیٰ کہ ان پر تمہارے علم و عمل کے نتائج سے یہ حقیقت واضح نہ ہو جائے کہ "وہ یوم الحساب لازماً آکر رہے گا"۔ (۲۰:۱۵)

"خدا نے اُسے نگاہوں سے اوجھل اس لئے کر رکھا ہے کہ ہر شخص اپنی سعی و جہد کا ماحصل پانے کے قابل ہو سکے"۔

(۲۰:۱۵)

حتیٰ کہ تم نوعِ انسانی کے لئے اس کے قانونِ مکافاتِ عمل کی عملی شہادت، زندہ دلیل و برہان اور اس کا روشن علم بن جاؤ۔ اس راہ میں تمہاری جد و جہد کا مقصود انسانوں سے کوئی معاوضہ پانے سے بالاتر رہنا چاہیئے کیونکہ اس کا حقیقی اجر تمہیں یومِ قیامت کے موقع پر ملے گا۔

ہاں! تمہیں اس کی استطاعت حاصل نہیں کہ تم اس وقت تک صراطِ مستقیم

کی پیروی کے دعویدار بن سکو تا آنکہ تم اپنے میں زندگی پیدا کرو اور اسی کی بدولت اپنی قوم کو (مایوسی اور شکست کی) تاریکیوں سے بچا کر حیاتِ باشرف کی روشن فضاؤں میں لے آؤ۔ (ص ۱۳۶)

تمہارے لئے یہ جاننا کہ ـــــ ہدایت کیا ہے، اللہ کا دین کیا ہے، اللہ کا وہ قانون فطرت کیا ہے، جس کے مطابق تخلیق انسانی عمل میں آئی ـــــ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک تم اپنی ذات میں وحدت پیدا نہ کرو، نوعِ انسانی میں صلح پیدا نہ کرو، ربطِ باہمی سے کام نہ لو، صبر و ضبط کی صلاحیت پیدا نہ کرو۔

ہاں! یہ اس وقت تک ممکن نہیں تا آنکہ تم امرِ خداوندی کی رُوح سے ظواہر و مناسک میں متمسک نہ ہو جاؤ۔ یہ اس لئے کہ ایسا کرنے سے امورِ زندگی میں تمہارے باہمی تنازعات اور اختلافات کی کوئی صورت باقی نہ رہے۔ اور اس کے نتیجے میں اسلام کی سرحدیں دُور دُور تک پھیل جائیں اور تمہارے غلبہ و اقتدار کا ہر چار سُو ڈنکا بجنے لگے۔ (ص ۱۳۷)

○